نیکیوں کا چور

حسد کے موضوع پر لکھی گئی ایک موثر تالیف

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

PDFBOOKSFREE.PK

مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مزنگ لاہور

پیش لفظ

طویل عرصہ قبل ادارے کی جانب سے 'باطنی گناہ اوران کا علاج' نامی کتاب کا تعارف پیش کیا گیا تھا اور ساتھ ہی اس ادارے کا اظہار بھی تھا کہ بہت جلد اسے منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن علامہ محمد اکمل عطؔا قادری عطاری مدظلہ العالی کی شدید مصروفیت کے باعث اس ارادے کی تکمیل مقررہ وقت پر نہ ہوسکی۔ جس کیلئے ادارہ انتظار کی زحمت اُٹھانے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے بہت زیادہ معذرت خواہ ہے۔

اسی کتاب کا ایک مضمون حسد کے بارے میں کافی عرصہ پہلے لکھا جا چکا تھا۔ مکمل کتاب آنے میں دیر کے پیشِ نظر مناسب محسوس ہوا کہ کم ازکم اس حصے کو تو سپردِ قارئین کر ہی دیا جائے لہٰذا نظرِ ثانی کے بعد حسد کا یہ جامع مضمون بنام 'نیکیوں کا چور' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اُمید ہے کہ علامہ محمد اکمل عطؔا قادری عطاری مدظلہ العالی کی سابقہ تالیفات کی طرح اسے بھی شرفِ قبولیت حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ باقی کتاب بھی جلد از جلد تحریری شکل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریر کو حسد و کینہ جیسے موذی امراض سے نَجات دِلوانے میں معاون ومددگار بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل عطاری

۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۸ فروری ۲۰۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وّ سلاماً علیك یا سیّدی یا رسول اللہ

باطنی گناہوں میں سے حسد ایک خطرناک ترین گناہ ہے۔ فی زمانہ یقیناً لاکھوں میں سے چند ایک مسلمان ہی ایسے ملیں کہ جو اس موذی مرض سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی کرم نوازی کے باعث گرفتار نہ ہوں، ورنہ ہمارے مسلمانوں کی اکثریت علمِ دین سے دُوری' نیک صحبت سے محرومی اور فکرِ آخرت سے بے خوفی کی بناء پر اس گناہِ عظیم میں مبتلاء ہونے اور علاج سے غافل رہنے کے باعث اپنے ایمان کو داؤ پر لگائے بیٹھی ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا۔ (اِن شاءاللہ تعالیٰ)

زمین پر سب سے پہلا گناہ

یہی وہ خطرناک گناہ ہے کہ جس کے باعث روئے زمین پر پہلا قتل کیا گیا۔ جس کا قصہ مُختصر یہ ہے کہ بی بی حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہر حمل سے جڑواں بچے پیدا ہوتے تھے، جن میں سے ایک لڑکا اور دوسری لڑکی ہوتی۔ ان کی شادی کی یہ صورت ہوتی کہ پہلے حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی اور دوسرے حمل کے لڑکے کا پہلے حمل کی لڑکی سے نکاح ہوتا۔ آپ کے ایک حمل سے 'قابیل و اقلیما' اور دوسرے سے 'ہابیل و لیوذا' پیدا ہوئے۔ دوستور کے مطابق قابیل کا نکاح لیوذا سے ہونا چاہئے تھا لیکن چونکہ اقلیما بہت خوبصورت تھی چنانچہ وہ اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اسے سمجھایا کہ یہ چونکہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے لہٰذا تیری بہن ہے تیرا نکاح اس کیساتھ حلال نہیں۔ کہنے لگا یہ آپ کی رائے ہے، اللہ تعالیٰ نے تو یہ حکم نہیں دیا؟ آدم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اچھا تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہوگئی وہ اقلیما کا حقدار ہوگا۔ قابیل نے گندم کا ایک ڈھیر اور ہابیل نے ایک بکری پیش کی' آسمانی آگ نے بکری کو لے لیا اور گندم چھوڑ گئی۔ (اس زمانے میں آسمانی آگ کا جانور کو کھالینا قربانی کے مقبول ہونے کی علامت تھی) اس بناء پر قابیل کے دل میں شدید بُغض و حسد پیدا ہوگیا۔ جب آدم علیہ السلام حج کیلئے تشریف لے گئے تو قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی قبول اور میری رَدّ فرمادی ہے اور تو نے میری حسین و جمیل بہن سے نکاح کا اِرادہ کیا ہے جبکہ مجھے تیری حقیر و بدصورت بہن سے شادی کرنے پڑے گی۔ یقیناً لوگ یہی کہیں گے تو مجھ سے بہتر ہے اور پھر تیری اولاد میری اولاد پر فخر کرے گی۔ ہابیل نے اسے ہر طرح اس فعل قبیح سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانا اور آخرِ کار اسے قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد اسے بہت پچھتاوا ہوا لیکن اب موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ (تفسیر خزائن العرفان و خازن وصاوی)

درۃ الناصحین میں ہے کہ قتل کرنے کے بعد یہ یمن کی جانب بھاگ گیا۔ وہاں شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوا اور کہا کہ ہابیل کی قربانی آگ نے اس لئے کھالی تھی کہ وہ اس کی پوجا کیا کرتا تھا تُو بھی اسی کی طرح کر۔ اس کے بہکائے میں آ کر قابیل نے بھی آگ کی عبادت شروع کردی۔ یہی وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے آلاتِ لہو بنائے اور شراب پینے، زِنا اور بتوں کی پوجا جیسے گناہوں میں مشغول ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے طوفانِ نوح (علیہ السلام) میں غرق کردیا۔

یہ پورا واقعہ پارہ ۶' سورۂ مائدہ: ۲۷-۳۱' میں موجود ہے۔ اس واقعے کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ اس خبر کو سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقع ملے۔

مذکورہ بالا تفسیر سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ درج شدہ عبرت ناک قصے سے مقصود 'حصولِ عبرت اور معرفتِ برائی حسد' ہے۔ تو اب ہمیں اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہوئے حسد کی برائی کو سمجھنے، خود کو حسد سے بچانے یا اگر خدانخواستہ اس لعنت میں گرفتار ہیں تو اپنے سے دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

حسد سے کامل نفرت و دوری اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم خوب سنجیدگی کے ساتھ اس کی تعریف، آفات، اسباب، علامات اور علاج کا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بچنے یا خود سے دور کرنے کی عملی کوشش کی سعادت بھی حاصل کرتے رہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حسد کی تعریف پیش خدمت ہے۔

حسد کی تعریف

الحسد ان تتمنی زوال نعمة المحسود الیك (لسان العرب، ج۳ ص۱۶۶)

حسد یہ ہے کہ تو تمنا کرے کہ محسود کی نعمت اس سے زائل ہو کر تجھے مل جائے۔

مدینہ...... یاد رکھئے کہ حسد کرنے والے کو حاسد اور جس سے حسد کیا جائے اسے **محسود** کہتے ہیں۔

اب مندرجہ بالا تعریف کی آسان وضاحت اس طرح ہے کہ کسی مسلمان بھائی کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر تمنا کرنا کہ یہ نعمت اس سے چھن کر مجھے مل جائے حسد کہلاتا ہے۔ اگر آپ تھوڑا سا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ حسد کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں:۔

(۱) اپنے مسلمان بھائی سے نعمت کے زوال کی تمنا۔ (۲) اپنے لئے اس کے حصول کا ارادہ۔

مثالیں...... کسی کی عزت و شہرت سے نفرت محسوس کرتے ہوئے ارادہ کرنا کہ یہ کسی طرح لوگوں میں ذلیل و خوار ہوجائے اور جو مقامِ عزت اسے حاصل ہے وہ مجھے مل جائے یا کسی کثیر المال شخص کو دیکھ کر تمنا کرنا کہ کاش اس کا مال چوری ہوجائے، اسے ڈاکو لوٹ لیں، یہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہوجائے اور اس کے برعکس اتنی ہی کثیر دولت اور اس سے حاصل ہونے والے فائدے مجھے حاصل ہوجائیں وغیرہ وغیرہ۔

حسد کی مزید معرفت کیلئے بغض و رشک وغیرت کی تعریف اور ان سب کے درمیان فرق کا جاننا بھی بہت ضروری و مفید رہے گا۔ چنانچہ ضمناً ان کی تعریفات اور باہم فرق بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بغض و کینہ کی تعریف

اپنے کسی مسلمان بھائی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ کاش اس سے یہ نعمت چھن جائے۔

نوٹ......اس میں نعمت کے اپنی ذات کیلئے حصول کا ارادہ موجود نہیں ہوتا۔

مثال...... کسی مسلمان بھائی کے مال و دولت، حسن و جمال، اچھے اخلاق اور دیگر قدرتی صلاحیتوں کو دیکھ کر یوں تمنا کرنا کہ جیسے میں ان نعمتوں سے محروم ہوں اللہ کرے اسی طرح یہ بھی محروم ہو جائے۔

رشک کی تعریف

کسی مسلمان بھائی کی نعمت کو دیکھ کر یوں خواہش کرنا کہ کاش ایسی ہی نعمت مجھے بھی حاصل ہو جائے۔ (اس میں سامنے والے سے نعمت کے زوال کا ناپاک ارادہ شامل حال نہیں ہوتا)۔

مثال...... کسی کے پاس مال و دولت کی فراوانی اور جائز آسائش زندگی دیکھ کر یوں تمنا کی کہ کاش ایسی ہی آسائشیں مجھے بھی حاصل ہو جائیں۔

غیرت کی تعریف

اپنے مسلمان بھائی کے پاس کسی نعمت کو دیکھ کر کسی اچھی اور حسن نیت کے ساتھ اس کے زوال کی آرزو کرنا۔

نوٹ......اس میں بھی اپنی ذات کیلئے نعمت کے حصول کی تمنا ضروری نہیں۔

مثال...... کسی مسلمان کے اپنی قوت وطاقت کی نعمت کو کسی غلط کام مثلاً غریبوں پر ظلم وغیرہ میں استعمال کرتا دیکھ کر یوں تمنا کرنا کہ کاش اللہ تعالیٰ اس سے یہ نعمت چھین لے تاکہ غریب اس کے ظلم و تشدد سے نجات پا جائیں اور یہ خود مسلمان بھی گناہوں سے محفوظ ہو جائے۔

ان سب میں باہم فرق

مندرجہ بالا تعریفات سے ان کے درمیان نمایاں طور پر فرق معلوم ہوگیا کہ

۱......حسد میں نعمت کے زوال اور اپنے لئے اس کے حصول کی تمنا دونوں چیزیں موجود ہوتی ہیں۔

۲......بغض وکینہ میں فقط پہلی چیز موجود ہوتی ہے۔

۳......رشک میں فقط دوسری چیز پائی جاتی ہے۔

٤......غیرت میں فقط پہلی ہی شے ہوتی ہے لیکن کسی اچھی نیت کے ساتھ۔

ان کے احکام

حسد وکینہ حرام اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں دخولِ جہنم کا سبب ہیں۔ جب کہ رشک وغیرت جائز ہیں اور بعض صورتوں میں باعثِ ثواب بھی۔

حسد و کینہ کے حرام و قابلِ مذمت ہونے کی وجوہات

پہلی وجہ...... حاسد اللہ عزَّ وجل کی تقسیم پر ناراض رہتا ہے اور اپنی ذات وخواہش کی خاطر چاہتا ہے کہ اس تقسیم میں تبدیلی واقع ہوجائے، چاہے اللہ تعالیٰ اس تبدیلیٔ تقسیم سے راضی ہو یا نہ ہو۔

☆ حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، حاسد میری نعمت کا دشمن ہے کہ میرے دوست (یعنی محسود) پر غصہ کرتا ہے اور جو کچھ میں نے لوگوں کے حق میں مقرر کردیا ہے اس پر راضی نہیں ہوتا۔ (احیاء العلوم)

کسی عارف کا قول ہے کہ پانچ وجوہات سے حاسد اپنے رب (عزَّ وجل) کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے:۔

۱......ہر اس نعمت پر غصہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے کو ملتی ہے۔

۲......وہ تقسیمِ الٰہی (عزَّ وجل) پر ناراض ہوتا ہے یعنی اپنے ربّ (عزَّ وجل) سے کہتا ہے کہ ایسی تقسیم کیوں کی؟

۳......وہ فضلِ الٰہی (عزَّ وجل) پر بخیلی کرتا ہے۔

٤......وہ اللہ عزَّ وجل کے دوست (یعنی محسود) کو رُسوا کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس سے چِھن جائے۔

۵......وہ اپنے دوست یعنی ابلیس لعنتی کی مدد کرتا ہے۔

دوسری وجہ......اُمت کے اعمال انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں، وہ اچھے اعمال سے خوش اور برے اعمال کی بناء پر رنجیدہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رحمتِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور والدین کے سامنے ہر جمعہ کو، وہ نیکوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی چمک اور روشنی بڑھ جاتی ہے تو اللہ عزّ وجل سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔ (کنز العمال)

مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے یہ نتیجہ بخوبی مرتب کیا جاسکتا ہے کہ جب حاسد کا عمل بد رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو آپ کی قلبی رنجیدگی کا سبب بنے گا اور ہر وہ عمل جو محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے باعثِ تکلیف ہو یقیناً لائق مذمت وقابل نفرت ہے۔

تیسری وجہ......اس میں اللہ عزّ وجل اور اس کے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی ہے (جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا)۔

چوتھی وجہ...... یقیناً محسود سے نعمت کا زوال' اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو رنجیدہ وملول کردے گا اور بدقسمتی سے حاسد محسود سے اس کی نعمت کا زوال ہی چاہتا ہے تو گویا کہ یہ محسود اور دیگر مسلمانوں کے رنج وغم کا متمنی ہے اور بلاشک وشبہ اپنے مسلمان بھائیوں کے مصیبت وتکلیف میں مبتلاء ہونے کی تمنا کرنا بھی حرام ہے۔

پانچویں وجہ......جس فعل قبیح کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی رنجیدگی، ان کے حکم کی نافرمانی اور اپنے مسلمان بھائی کی فکر و پریشانی کا ظہور ہو، وہ شیطان رجیم کیلئے بے حد خوشی ومسرت کا سبب بنتا ہے اور شیطان کی خوشی کا باعث بننے والا عمل بلاریب ناجائز وقابل گرفت ہے۔

چھٹی وجہ......حاسد اس گناہ کی نحوست کے باعث دیگر بیشمار کبیرہ گناہوں مثلاً غیبت، چغلی، جھوٹ، مسلمان بھائی کی پریشانی پر خوشی اور اس کی مسرت پر غم محسوس کرنا، الزام تراشی، ناانصافی اور دیگر طریقوں سے نقصان پہنچانے کی کوشش میں مشغول ہونا وغیرہ میں ملوث ہوجاتا ہے۔ (اس کی مزید تفصیل وضاحت عنقریب علامات کے عنوان کے تحت آئے گی، اِن شاءَ اللہ تعالیٰ) اور جو فعل بد اتنے بڑے بڑے گناہوں کا سبب بن رہا ہو یقیناً دنیا وآخرت میں باعثِ ہلاکت ہے۔

ماقبل تفصیل سے حسد کی مذمت و برائی بخوبی سمجھ میں آچکی ہوگی اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو بھی عمل اپنے اندر فتنہ وفساد اور بربادیٔ آخرت کا سامان جمع رکھتا ہو اس کی ممانعت فرمادی جاتی ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث میں بھی بے شمار مقامات پر اس موذی گناہ کی ممانعت ذکر فرمائی گئی ہے۔ درج ذیل مقامات کو بغور ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن و حدیث میں حسد و کینہ کی ممانعت

☆......اللہ عزّ وجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہٖ بعضکم علی بعض ط

اوراس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں (سے) ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔

اس آیتِ پاک کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے، (یہ آرزو کرنا) خواہ دنیا کی جہت (یعنی جانب) سے ہو یا دین کی (دونوں طرح منع ہے) تاکہ آپس میں بغض وحسد پیدا نہ ہو۔ حسد نہایت بری صفت ہے۔ حسد والا دوسرے کو اچھے حال میں دیکھتا ہے تو اپنے لئے اس کی خواہش رکھتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہوجائے یہ ممنوع ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالٰی کی تقدیر پر راضی رہے، اس نے جس بندے کو جو فضیلت دی' خواہ دولت وغنا کی یا دِینی مناصب و مدارج کی یہ اس کی حکمت ہے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے عیب تلاش مت کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو، نہ کسی سے حسد کرو اور نہ کسی سے بغض وکینہ رکھو اور اے اللہ عزّ وجل کے بندو! بھائیوں کی طرح ہو جاؤ۔ (بخاری ومسلم)

☆......حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، نہ قطع تعلق کرو، نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو، نہ ایک دوسرے سے بغض وعداوت رکھو اور نہ آپس میں حسد کرو۔ اے اللہ عزّ وجل کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (ترمذی)

☆......حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد و چغلی و کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ (طبرانی)

حسد وکینہ کی تعریفات، ان کے احکام اور قرآن وحدیث میں ان کی ممانعت کے ذکر کے بعد اس گناہِ عظیم میں پوشیدہ آفات کے بارے میں جاننا بھی بے حد ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ بظاہر معمولی اور ناقابل توجہ سمجھا جانے والا یہ گناہ کس قدر تباہی کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ اب حسد وکینہ کی تباہ کاریاں پیش خدمت ہیں۔

حسد و کینہ کی تباہ کاریاں

نیک اعمال تباہ و برباد

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد سے دُور رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

☆ ایک طویل حدیثِ پاک میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ایک شخص کے اعمال کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے کر جاتے ہیں۔ یہ اعمال سورج کی طرف روشن اور اس دلہن کی طرح آراستہ ہوتے ہیں کہ جو سج دھج کر شوہر کے گھر جاتی ہے۔ ان میں حج و عمرہ و جہاد وغیرہ سب کچھ شامل ہوتا ہے۔ جب یہ پانچویں آسمان تک پہنچتے ہیں تو اس آسمان کا دربان فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو اس لئے کہ یہ شخص بندوں کی ان چیزوں پر حسد کیا کرتا تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہیں، یہ آدمی اللہ عزوجل کی پسندیدہ تقسیم پر ناراض ہے اور میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ حاسدوں کے عمل کو یہاں سے اوپر نہ جانے دوں۔ (منہاج العابدین)

ایمان میں بگاڑ

☆ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ حسد ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔ (مسند الفردوس)

مدینہ...... گھیکوار ایک قسم کا پودا ہے جس کے پتے لمبے ہوتے ہیں اور ان سے لیس دار مادہ نکلتا ہے، اس پودے کے گودے کا خشک کیا ہوا رس 'ایلوا' کہلاتا ہے چونکہ یہ بہت کڑوا ہوتا ہے لہٰذا شہد میں مل کر اس کے ذائقے کو بھی خراب کر دیتا ہے۔

حکایت

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے ایک شاگرد کے پاس پہنچے جو مرنے کے قریب تھا۔ آپ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور سورۂ یٰسین تلاوت فرمانے لگے۔ شاگرد نے کہا کہ اسے پڑھنا بند کردیں۔ آپ نے تلاوت موقوف فرماکر اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ اس نے جواباً کہا کہ میں یہ کلمہ بالکل نہیں کہوں گا، میں اس سے سخت بیزار ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا۔ آپ کو اپنے شاگرد کے برے خاتمے کا سخت افسوس ہوا۔ [1] آپ نے سخت رنجیدگی کے باعث اپنے آپ کو گھر میں مقید کرلیا اور تقریباً چالیس دن اسکے برے خاتمے پر روتے رہے، چالیس دن بعد خواب میں دیکھا کہ اسی شاگرد کو فرشتے جہنم میں گھسیٹ رہے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کس سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے دولتِ ایمان چھین لی حالانکہ تو میرے صاحبِ علم اور لائق ترین شاگردوں میں سے تھا۔ اس نے جواب دیا کہ تین عیوب کی وجہ سے۔ ایک تو مجھ میں چغل خوری کا عیب تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ کو اس کے برخلاف (تاکہ فتنہ پیدا ہو)۔ دوسرا عیب یہ تھا کہ میں اپنے ساتھیوں سے حسد کیا کرتا تھا اور تیسرا عیب یہ تھا کہ مجھے ایک بیماری تھی، میں نے حکیم سے اس بیماری کا علاج پوچھا تو اس نے مشورہ دیا کہ یہ بیماری تیرا پیچھا صرف اسی وقت چھوڑے گی کہ جب تو سال میں کم از کم ایک مرتبہ ایک گلاس شراب پی لیا کرے تو میں اس کے مشورے پر ہر سال ایک گلاس شراب پی لیا کرتا تھا۔ (منہاج العابدین)

---

[1] ویسے تو عین جان نکلتے ہوئے کلمہ کفر زبان سے نکل جانے کے باعث اس شخص کے کافر ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ مرتے وقت کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیا جائے گا کہ ممکن ہے کہ موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا ہو لیکن چونکہ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے نیز آخری وقت میں کلماتِ خیر کا جاری نہ ہونا بھی برا اور غیر مناسب ہے چنانچہ آپ پریشان و فکر مند ہو گئے۔

جہنم میں داخلہ

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بروزِ قیامت چھ قسم کے افراد چھ باتوں کی وجہ سے بغیر حساب و کتاب جہنم میں جائیں گے۔ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا، عرب عصبیت (یعنی گروہ بندی) کے باعث، حاکم ظلم کی وجہ سے، چودھری لوگ تکبر کی بناء پر، تاجر لوگ خیانت کے بدلے میں، دیہات والے جہالت کے سبب اور علماء حسد کے ذریعے۔

حاشیہ...... معلوم ہوا کہ صرف علمِ دین کا حصول ہی نجاتِ آخرت کیلئے کافی نہیں بلکہ گناہوں سے پرہیز و کنارہ کشی بھی لازم و ضروری ہے۔ (کنزالعمال)

زندگی کا خاتمہ

☆ بعض اوقات حسد زندگی کے اختتام کا سبب بھی بن جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل حکایت سے ظاہر ہے۔

حکایت...... حضرت بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ایک بادشاہ کا مقرب تھا۔ وہ روزانہ بادشاہ کے روبرو کھڑے ہو کر بطورِ نصیحت کہا کرتا تھا کہ احسان کرنے والے کے احسان کا بدلہ دو، برے شخص سے برائی سے پیش نہ آؤ کیونکہ برے انسان کیلئے تو اس کی برائی ہی کافی ہے۔ بادشاہ اس کی بہترین نصیحتوں کی وجہ سے اسے بہت محبوب رکھتا تھا۔ ایک دوسرے درباری کو اس سے حسد ہو گیا۔ چنانچہ ایک دن اس کی عزت کے خاتمے کیلئے بادشاہ سے جھوٹ بولتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ شخص آپ کے بارے میں لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے بہت سخت بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ اس نے عرض کی کہ کل اسے اپنے قریب بلا کر دیکھئے یہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا۔ دوسری طرف اگلے روز حاسد اس مقرب کو اپنے گھر لے گیا اور اسے خوب لہسن والا سالن کھلا دیا۔ یہ مقرب کھانے سے فارغ ہو کر حسبِ معمول دربار پہنچا اور بادشاہ کے روبرو نصیحت بیان کی۔ بادشاہ نے اسے اپنے قریب بلایا، اس نے اس خیال سے کہ میرے منہ کی لہسن کی بدبو بادشاہ تک نہ پہنچے، اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ بادشاہ کو اس حرکت کے باعث یقین ہو گیا کہ دوسرا درباری دُرست کہہ رہا تھا۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک عامل کو خط لکھا کہ اس خط کے لانے والے کی فوراً گردن اُڑا دو اور اس کی لاش میں بھس بھر کر ہمارے پاس روانہ کرو۔ بادشاہ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو انعام و اکرام دینا مقصود ہوتا تو خود اپنے ہاتھ سے خط لکھتا، اس کے علاوہ کوئی بھی حکم اپنے ہاتھ سے نہ لکھتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ اس نے خلافِ معمول اپنے ہاتھ سے سزا کا حکم لکھ دیا۔ جب مقرب خط لے کر محل سے باہر نکلا تو حاسد نے اس سے پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے فلاں عامل کے ہاتھ خط لکھا تھا، یہ وہی ہے۔ حاسد نے خط لکھنے کے سابقہ طریقے پر قیاس کرتے ہوئے لالچ میں

آ کر کہا کہ یہ خط مجھے دے دو۔ مقرب نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خط اس کے حوالے کردیا۔ حاسد فوراً عامل کے پاس پہنچا اور انعام واکرام طلب کیا۔ عامل نے کہا کہ اس میں تو خط لانے والے کے قتل کرنے کا حکم درج ہے۔ اب تو حاسد کے اوسان خطا ہوگئے، بڑی عاجزی سے بولا کہ یقین کرو کہ یہ خط تو کسی دوسرے شخص کیلئے لکھا گیا تھا، تم بادشاہ سے معلوم کروالو۔ عامل نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت کے حکم میں کسی اگر مگر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ کہہ کر اسے قتل کروادیا۔

دوسرے دن مقرب حسبِ معمول دربار میں پہنچا اور نصیحت بیان کی۔ بادشاہ نے متعجب ہوکر اپنے فرمان کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ تو مجھ سے فلاں درباری نے لے لیا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو تیرے بارے میں بتاتا تھا کہ تو مجھے گندہ دہن کہا کرتا ہے؟ مقرب نے عرض کی کہ میں نے تو کبھی بھی ایسا کلام نہیں کیا۔ بادشاہ نے منہ پر ہاتھ رکھنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کی کہ اس شخص نے مجھے بہت سا لہسن کھلا دیا تھا چنانچہ میں نے پسند نہ کیا کہ اس کی بو آپ تک پہنچے۔ بادشاہ نے سارا معاملہ سمجھ کر کہا کہ اب تم نصیحت کرتے ہوئے روزانہ یہ بات بھی کہا کرو کہ انسان کی خرابی کیلئے اس کا برا ہونا ہی کافی ہے جیسا کہ اس حاسد کا حال ہوا۔ (احیاء العلوم)

مغفرت و رحمت کا دروازہ بند ہوجانا

حاسد و کینہ ور اپنے مسلمان بھائی سے نعمت کے زوال کے متمنی ہوتے ہیں اور زوالِ نعمت کی تمنا عداوت و دشمنی کی علامت ہے اور اپنے مسلمان بھائی سے متعلق عداوت و دشمنی کا دل میں موجود ہونا انسان پر مغفرت و رحمت کے دروازے بند کروادیتا ہے جیسا کہ

☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے پھر جو استغفار (یعنی مغفرت طلب) کرتے ہیں ان کی مغفرت فرمادیتا ہے، جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم فرماتا ہے اور جو عداوت رکھتے ہیں انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے (یعنی نہ ان کی مغفرت ہوتی ہے اور نہ ہی ان پر رحم کیا جاتا ہے)۔ (بیہقی)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر ہفتے میں دوبار یعنی پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال نامے (بارگاہِ الٰہی میں) پیش ہوتے ہیں، ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو' ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ باز آجائیں۔ (امام احمد)

چونکہ حسد میں عداوت صرف حاسد کی جانب پائی جاتی ہے لہٰذا دروازۂ مغفرت کا بند ہونا بھی فقط اسی کیلئے ہوگا۔

دعا نا مقبول

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تین اشخاص ایسے ہیں کہ جن کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ پہلا حرام کھانے والا، دوسرا کثرت سے غیبت کرنے والا اور تیسرا وہ شخص کہ جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں سے کینہ یا حسد موجود ہو۔ (درۃ الناصحین)

حسد سے بڑھ کر بد ترین اور نقصان دہ کوئی شے نہیں

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حسد سے بڑھ کر بدترین اور نقصان دہ کوئی شے نہیں کیونکہ حسد کا اثر دشمن سے پہلے خود حاسد کو پانچ چیزوں میں مبتلا کروا دیتا ہے: (۱) کبھی منقطع نہ ہونے والا غم (۲) بے اجر مصیبت (۳) ناقابل تعریف اور لائق مذمت حالت (٤) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (٥) توفیق الٰہی کے دروازے اس پر بند ہو جانا۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حاسد کے علاوہ کسی ظالم کو مظلوم کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والا نہ دیکھا، ہر وقت افسردہ طبیعت، پریشان خیال اور غم میں مبتلاء رہتا ہے۔ (درۃ الناصحین)

☆ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کینہ پرور دِیندار نہیں ہوتا، لوگوں کے عیب نکالنے والا عبادت گزار نہیں ہوسکتا، چغل خور کو امن نصیب نہیں ہوتا اور حاسد شخص نصرتِ خداوندی سے محروم رہتا ہے۔ (منہاج العابدین)

عقل کا اندھا ہوجانا

حضرت امام غزالی قدس سرہ کا فرمان ہے کہ حسد کے باعث حاسد کا دل اندھا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے احکامات کو سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ (منہاج العابدین)

☆ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حاسد نہ بن تاکہ تجھے سوچنے سمجھنے کی تیزی نصیب ہو۔ (درۃ الناصحین)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دشمن کہلایا جانا

مخبرِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ بے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا، وہ لوگ کہ جو اپنے مسلمان بھائیوں کی ان نعمتوں سے حسد کرتے ہیں کہ جو انہیں اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین)

گناہوں میں مشغول کروادینا

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ حاسد کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب سامنے آتا ہے تو چاپلوسی (یعنی بے جا تعریف) کرتا ہے (۲) پیٹھ پیچھے غیبت کرتا ہے (۳) جب دوسرے پر مصیبت آتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ (منہاج العابدین)

حسد میں پوشیدہ آفات کے جاننے کے بعد ہر سمجھ دار شخص کو چاہئے کہ اس مرض سے بچنے یا خود سے دُور کرنے کیلئے سنجیدگی کے ساتھ لائحہ عمل تیار کرے اور اس میں لمحہ بھر کی بھی تاخیر نہ کرے، کیونکہ موت کا اچانک آجانا اکثر اوقات عمل کی سعادت حاصل کرنے کی راہ میں رُکاوٹ بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ بات یاد رکھئے کہ انسان کے کسی بھی برائی میں مبتلاء ہونے کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی خوش نصیب شخص آخرت کو برباد کرنے والے کسی مرض سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ سب سے پہلے اس مرض کے اسباب کو جان کر انہیں دُور وختم کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب سبب نہ رہے گا تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فعلِ قبیح کے وجود کیلئے باقی رہنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

چونکہ حسد وکینہ بھی ابتداءً انسان کے ساتھ ہی پیدا نہیں ہوتے بلکہ دولتِ احساس وشعور کے حصول کے بعد بعض وجوہات کی بناء پر علم وتوجہ نہ ہونے کے باعث بندے کو لاحق ضرور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان امراض سے نجات کیلئے بھی ایسے اسباب کا جاننا بہت ضروری ہے کہ جو ان منحوس عادات میں مبتلاء کروانے کا باعث بن جاتے ہیں۔

حسد کے اسباب

اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جنہیں مرضِ حسد و کینہ کی اصل کے طور پر شمار کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) دشمنی (۲) عزت و شہرت (۳) اپنی حقارت کا احساس (٤) نعمت کے زوال کا خوف (٥) مقصود فوت ہو جانے کا خطرہ۔

دشمنی

جب انسان کو کسی سے دشمنی ہو جائے تو یہ فطرتی تقاضا ہے کہ اسے اپنے دشمن کی تباہی و بربادی بہت زیادہ محبوب ہو جاتی ہے اس کے برعکس اس کا نعمتوں سے مالا مال ہونا، عزت و شہرت پانا اور حسن و جمال سے مزین ہونا حتیٰ کہ ہنسنا بھی ناگوار گزرتا ہے چنانچہ دشمنی کا پیدا ہو جانا اکثر حسد و بغض کے معرضِ وجود میں آنے کا سبب بن جاتا ہے، اسی لئے کبھی تو حاسد چاہتا ہے کہ میرے دشمن سے یہ تمام نعمتیں زائل ہو جائیں، چاہے مجھے حاصل ہوں یا نہ ہوں اور کبھی یہ تمنا ہوتی ہے کہ یہ انعامات اس سے چھن کر مجھے مل جائیں۔

اسی دشمنی والی علت کے سبب اہل کتاب مسلمانوں سے حسد کی لعنت میں گرفتار ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

بہت کتابیوں نے چاہا (کہ) کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دِلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ (ترجمۂ کنزالایمان، پ۱، بقرہ:۱۰۹)

اس آیتِ پاک کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے ہے کہ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کے کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ ایمان سے محروم ہو جائیں، حسد کے طور پر تھا۔

﴿مسئلہ﴾ حسد بڑا عیب ہے ☆ حسد حرام ہے ☆ اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت یا اثر و وجاہت سے گمراہی و بے دِینی پھیلاتا ہو تو اس کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے اس سے زوالِ نعمت کی تمنا حسد میں داخل نہیں اور نہ ہی حرام ہے (اس کو غیرت کہتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے)۔

مثالیں...... اس کی مثالیں موجودہ معاشرے میں ہر گلی محلے بلکہ تقریباً ہر گھر میں بکثرت دیکھی جا سکتی ہیں مثلاً اگر کسی کو اپنے کسی رِشتہ دار سے عداوت ہو جائے تو انسان قرابت داری کو یکسر بھلا کر تمنا کرتا ہے کہ کاش اس کی پورے خاندان میں ناک کٹ جائے، اس کا کاروبار، زمینیں اور فصلیں وغیرہ تباہ و برباد ہو جائیں، اس کی نوکری ختم ہو جائے، اس کا ایسا ایکسیڈنٹ ہو کہ حسین و جمیل چہرہ ہی بگڑ جائے، ہاتھ پاؤں ضائع ہو جائیں، مال و دولت چوری ہو جائے، ایسا ڈاکہ پڑے کہ گھر میں پھوٹی کوڑی بھی باقی نہ رہے اور اس کے بجائے یہ تمام نعمتیں مجھے مل جائیں پھر اس کے برعکس پورے خاندان میں ہماری واہ واہ ہو، اسے ہٹا کر ہمیں مقامِ عزت پر بٹھایا جائے، یہ ترستا رہے اور ہمارے گھر میں دولت و ثروت کی ریل پیل ہو جائے، اس کے بچے بھوکے اور بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہیں جبکہ ہماری اولاد اچھی نعمتیں کھائے اور بہترین طریقے سے آسائشوں بھری زندگی گزارے وغیرہ وغیرہ۔

عزت و شہرت

کبھی عزت وشہرت بھی بغض وحسد کا سبب بن جاتی ہے۔ یقیناً کسی شخص کو حاصل ہونے والی عزت وشہرت کے بھی کچھ اسباب ہوتے ہیں مثلاً علم وعمل، مال و دولت، حسن و جمال، کھیل کود، تقریر و بیان، قرأت ونعت، اعلیٰ عہدہ، ذہانت وقوی قوتِ حافظہ وغیرہ۔ چنانچہ کوئی شخص کسی مسلمان بھائی کی عزت وشہرت سے حسد میں مبتلاء ہوتا ہے تو دراصل وہ اس عزت کے سبب کے زوال کی تمنا اور اپنے لئے اس کے حصول کا ارادہ رکھتا ہے۔

﴿مثالیں﴾

☆ بعض اوقات کسی شخص کو اس کے علم کی برکت سے من جانب اللہ عزت وشہرت سے نوازا جاتا ہے۔ دیواروں میں لگے پوسٹروں میں اکثر اس کا نام نمایاں طور پر نظر آنا، لوگوں کے مسائل دریافت کرنے کیلئے اس کی طرف رجوع کرنا، پھر اس کا کثیر تصانیف کے مصنف ہونے کا شرف حاصل کرنا، اس کے نام کے باعث کتاب کی کامیابی کا لازم ہوجانا، ہر زبان پر اس کیلئے تعریفی جملوں کا جاری ہونا، پھر عمل کے معاملے میں سنن ومستحبات تک کو اختیار کرنے کے بارے میں مشہوری اور لوگوں کا اس کے استقامتِ عمل پر اظہارِ تعجب کرنا، بعض دیگر اہل علم حضرات کے گلے میں حسد کی لعنت کا طوق ڈلوادیتا ہے۔ اس کے کارناموں اور صلاحیتوں کا ذکر سن کر ان کے دِلوں پر برچھیاں سی چلتی رہتی ہیں اور ان کی زبردست خواہش ہوتی ہے کہ اس سے کوئی ایسی فاش غلطی ہوجائے کہ لوگوں کے دِلوں سے اس کی عظمت ومحبت بالکل ختم ہوجائے اور اس کی تمام عزت وشہرت ہمیں حاصل ہوجائے۔

☆ بعض اوقات ایک طالبِ علم اپنے فہم وحافظے کی تیزی کے باعث اپنی کلاس بلکہ پورے دارالعلوم یا اسکول یا کالج یا یونیورسٹی میں نیز اساتذۂ کرام کے درمیان عزت و وقار قائم کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ یہ وقار و مرتبہ بھی بعض دیگر حضرات کیلئے بے حد پریشانی کا باعث بن جاتا ہے اور حسد کی آگ میں جل بھن کر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کی عزت و وقار ختم ہوجائے چاہے اس کی موت کے باعث اور یا پھر کوئی ایسا حادثہ پیش آئے کہ اس کا حافظہ ہی ختم ہوجائے۔

☆ بعض اوقات ایک شخص کو اللہ عزوجل نے قرأت ونعت و بیان وتقریر کی نعمت سے نوازا ہوتا ہے۔محافل کی کامیابی اس کی شرکت کی مرہونِ منت ہوتی ہے،لوگ پوسٹرز یا دیگر طریقوں سے اس کی آمد کے بارے میں مطلع ہوکر جوق در جوق اس کی محفل میں شریک ہوتے ہیں،اس قاری ونعت خواں ومبلغ کے کیسٹ کثیر مقدار میں فروخت ہوتے ہیں،صبح کے وقت اکثر گھروں یا دکانوں میں اسی کی کیسٹ کی آواز سنائی دیتی ہے،جب محافل و اجتماعات میں اس کی آمد کا اعلان ہوتا ہے تو لوگوں میں جوش وخروش بڑھ جاتا ہے،زبردست نعرے لگائے جاتے ہیں اور پھر سب ہمہ تن گوش ہوکر اس کی قرأت ونعت و بیان وتقریر وغیرہ کو سنتے ہیں،پھر محفل کے اختتام پر سب کی زبان سے اس کیلئے تعریفی جملے اور محفل کی کامیابی کے چرچے ہوتے ہیں۔ یہ تمام اُمور بھی بعض اوقات دیگر قاری حضرات، نعت خوانوں، مبلغین اور مقررین کو بغض و حسد میں مبتلاء کروادیتی ہیں جس کے نتیجے میں کبھی تو اس معروف شخص کی موت کی تمنا کی جاتی ہے اور کبھی اس کے گلے کی خرابی کیلئے پرخلوص دعائیں مانگی جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات تو جادو ٹونہ کروانے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا اور کبھی یہ آرزو بھی شدت کے ساتھ دل میں انگڑائیاں لیتی رہتی ہے کہ کاش اس کی عزت وشہرت ہمیں حاصل ہوجائے جب کہ یہ بالکل گمنام ہوجائے۔

☆ کبھی کوئی شخص اپنے حسن وجمال اور اچھے اخلاق کی بناء پر مخلوق میں نام پیدا کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے،اس کی اچھی عادات واوصاف کی بناء پر دیگر لوگ اس کے قرب کیلئے بے چین رہتے ہیں، یہ جہاں کھڑا ہوجائے فوراً اس کے گرد لوگوں کا مجمع لگ جاتا ہے،اس کے بہترین اندازِ گفتگو کے باعث ہر ایک اس کا گرویدہ ہوجاتا ہے، غائبانہ اس کی تعریفیں کی جاتی ہیں، اس کے اچھے اندازِ ملاقات اور نفیس طریقۂ گفتگو کو سراہا جاتا ہے، دوسروں کو ترغیب دلائی جاتی ہے کہ کم از کم ایک بار تو اس سے ضرور مل لیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ چیزیں بھی ان اوصاف سے محروم حضرات کیلئے بے حد تکلیف ورنج وغم کا باعث بن جاتی ہیں اور ایسے حضرات اپنی باطنی گندگی کی بناء پر اپنے سیاہ دل میں اس مکروہ خواہش کی شدت پاتے ہیں کہ کاش یہ شخص کسی طرح بدنام ہوجائے، لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور ان کی زبانوں پر اس کیلئے تعریفی نہیں بلکہ مذمتی جملے جاری ہوجائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ تمام خصوصیات ہمیں حاصل ہوجائیں۔

☆ بعض اوقات کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے والی عزت وناموری بھی حسد وکینہ کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ جب ایسے شخص کو خاندان میں نمایاں مقام حاصل ہوجاتا ہے،لوگ اسے اپنی دعوتوں میں بلانے اور اس کے شرکت کرلینے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اس کے گھر میں اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی ہوجانے کی خواہش کا اِظہار کیا جاتا ہے،اس کی نگاہوں میں کوئی مقام حاصل کرکے اپنے مطالب حل کرنے کی جستجو میں تعریفی وخوشامدی جملے کہے جاتے ہیں اور اخبارات وغیرہ میں مختلف اِداروں کے افتتاح کرنے کے سلسلے میں نمایاں طور پر اس کی تصاویر شائع ہوتی ہیں' تو اس سے بھی کثیر حضرات خصوصاً خاندان والے نتائج کی پرواہ کئے بغیر حسد جیسے گناہِ عظیم میں مشغول ہوجاتے ہیں اور ان کے قلوب میں بھی مذکورہ فاسد خواہشات زور پکڑنا شروع ہوجاتی ہیں۔

☆ اسی طرح کاروبار میں مہارت و تجربہ و کامیابی کی بناء پر بعض حضرات اپنے کاروباری سرکل میں شہرت و ناموری سے ہمکنار ہوجاتے ہیں، کسی بھی مقام پر ان کا پیسہ لگا دینا کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا ہے، کاروباری میٹنگز میں انہیں نمایاں مقام پر بٹھایا جاتا ہے، اس کی دی ہوئی رائے کو دوسروں پر فوقیت دی جاتی ہے، لوگ کاروباری ترقی کیلئے اس کی محنت و کامیابی کی مثالیں دیتے ہوئے اس کے طریقۂ کار کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عزت و شہرت بھی کچھ افراد کیلئے سخت بے چینی واضطراب کا سبب بن جاتی ہے اور حسد و کینہ کے باعث ان کے کان مذکورہ شخص کی طرف سے کسی بڑی کاروباری غلطی یا ناگہانی آفات میں مبتلاء ہونے کی خبر سننے کیلئے بے چین ہوجاتے ہیں۔

☆ کبھی انسان اچھے اندازِ تدریس کی بناء پر علمی حلقوں میں مقبول و معروف ہوجاتا ہے۔ دور دراز تک اس کے بہترین اور عام فہم طریقۂ تدریس کے چرچے سنائی دیتے ہیں، طلباء حضرات دور دور سے اکتسابِ فیض کیلئے اس کے پاس آنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور بعدِ فراغت اس شخص سے شاگردی کی نسبت کی بناء پر طالبِ علم عزت و وقار کی دولت سے مالا مال ہوجاتا ہے۔ یہ صورتِ حال دیگر پڑھانے والوں کیلئے بسا اوقات شدید بغض و حسد کا سبب بن جاتی ہے اور پھر بتقاضائے بشریت ان کے قلوب میں بھی مذکورہ استاذ کی تباہی و بربادی کی مکروہ خواہشیں جنم لیتی ہیں۔

☆ کبھی کسی آفس میں کام کرنے والا ایک شخص وقت کی پابندی، اپنے کام میں مکمل دلچسپی، انتھک محنت، کامل اطاعت اور چھٹیوں کے ذریعے کام سے جان نہ چھڑانے کے باعث افسر کی نگاہوں میں اپنا وقار قائم کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ پھر ان امور کے باعث افسر کی طرف سے تعریفی جملوں کے ذریعے اس کی خدمات کا سراہا جانا، اس کی مثال پیش کرکے دوسرے کام کرنے والوں کی مذمت کرنا اور اس کی ترقی کے بارے میں واضح اشارے دینا، دیگر سست اور کام چور ماتحتین کے دل میں شدید بغض و حسد کی پیدائش کا سبب بن جاتا ہے اور ان کے مکروہ ذہن اس شخص کو کسی بھی طرح افسر کی نگاہوں سے گرانے کیلئے ناپاک منصوبہ بندیوں میں ہمہ وقت مصروف ہوجاتے ہیں۔

اپنی حقارت کا احساس

بعض اوقات انسان سامنے والے کو قدرتی صلاحیتوں اور فضائل و کمالات و نعمتوں کے اعتبار سے اپنے سے کئی درجے بلند و بالا پاتا ہے اور باوجود کوشش کے اس سے آگے نکلنے یا برابر آنے میں ناکام رہتا ہے جس کی بناء پر اس کے دل میں احساسِ کمتری کا مادہ بیدار ہو جاتا ہے۔ پھر یہ احساسِ کمتری باطنی لحاظ سے مسلسل اس کیلئے کثیر رنج و غم کا سبب بنتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ذہنی سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور پھر اسے شیطان کی مکاریوں کے باعث اس رنج و غم سے دُوری اور ذہنی سکون کے حصول کا واحد حل یہی سمجھ میں آتا ہے کہ کسی طرح سامنے والا مر جائے یا اپنے مرتبے سے گر جائے یا اس کی صلاحیتیں اور نعمتیں کسی ناگہانی آفت کی بناء پر اس سے چھن جائیں اور یوں یہ بدنصیب حسد و کینہ کے باعث گناہوں کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

﴿مثالیں﴾

☆ بعض طالب علموں کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی صلاحیتوں سے نوازا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ استاد کے پڑھائے ہوئے سبق کو فوراً سمجھ جاتے ہیں اور قوتِ حافظہ کے قوی ہونے کے باعث بہت جلد یاد بھی کر لیتے ہیں۔ پھر انہیں خود اعتمادی کی ایسی دولت حاصل ہوتی ہے کہ استاد کے سامنے سبق بیان کرتے ہوئے نہ تو ان کے پیر کانپتے ہیں، نہ زبان لڑکھڑاتی ہے اور نہ ہی ذہن سے الفاظ غائب ہوتے ہیں بلکہ وہ بڑی روانی کے ساتھ سبق سنا کر استاد کی طرف سے انعام اور تعریفی جملوں کے مستحق بنتے رہتے ہیں امتحانات میں بھی اکثر نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں پھر ان کی انہی خصوصیات کی بناء پر دیگر طالبِ علم ساتھی اسباق و امتحانات کی تیاری کے سلسلے میں ان کی منتیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ذہن پر پورا زور دینے کے باوجود انہیں اکثر سبق سمجھنے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے پھر شروحات وغیرہ سے سمجھنے یا یاد کرنے بیٹھیں تو حافظہ ساتھ نہیں دیتا، تھوڑی سی چیز بھی بہت دیر میں اور انتہائی مختصر مدت کیلئے یاد ہوتی ہے۔ نتیجتاً خود اعتمادی مفقود رہتی ہے، سبق سناتے ہوئے ٹانگیں کانپتی ہیں، رنگ زرد پڑ جاتا ہے، زبان لڑکھڑانے لگتی ہے، خوف و شرمندگی کے باعث یاد کئے ہوئے الفاظ بھی ذہن سے نکل جاتے ہیں اور پھر اس نکمے پن کی بناء پر اکثر استاد کی طرف سے مار یا پھر الفاظ کی صورت میں مذمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بقیہ کلاس کے ساتھیوں کا مذاق اُڑانا اور مار پٹنے پر طنزیہ جملے کسنا مزید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور پھر انہیں استاد کے منظورِ نظر اور قدرتی صلاحیتوں سے مالا مال طلبہ سے نفرت سی ہو جاتی ہے اور دل ان سے متعلق بغض و کینہ سے بھر جاتا ہے۔

☆ اسی طرح بعض قاری، نعت خواں، مقرر یا مبلغ حضرات کو قرأت و نعت و تقریر و بیان کی خصوصی صلاحیتیں حاصل ہوتی ہیں جن کی بناء پر وہ عوام میں بے حد مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے برعکس بعض حضرات کو ان امور میں اتنی مہارت یا نفاست حاصل نہیں ہوتی۔ یہ حضرات جب اپنا اور مدِ مقابل کا موازنہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ جو مقبولیت عوام میں دوسرے شخص کو حاصل ہے کم از کم اس کے ہوتے ہوئے ہمیں حاصل ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ لوگ اپنی محافل اور مذہبی پروگراموں میں انہی کو بلانے کیلئے بے چین نظر آتے ہیں جبکہ ہمیں کوئی پوچھتا ہی نہیں، یہ جب تک موجود نہ ہوں لگتا ہے کہ محفل میں جان ہی نہیں، ان کی قرأت و نعت و تقریر و بیان بہت ذوق و شوق و توجہ و تسلی سے سنا جاتا ہے جبکہ ہمارے مائک تک پہنچنے پر لوگوں میں بے چینی و اضطراب و بے رغبتی کی کیفیات نمایاں ہو جاتی ہیں بلکہ اکثر تو اُٹھ اُٹھ کر جانا شروع ہو جاتے ہیں، اختتامِ محفل پر ان کے گرد لوگوں کا مجمع لگ جاتا ہے، تقریباً ہر آنکھ انہی کو تلاش کر رہی ہوتی ہے، انہی سے آٹو گراف لینے کیلئے خواہش کا اظہار کیا جاتا ہے اور انہی کے ہاتھوں کو بہت عقیدت و محبت سے چوم کر آنکھوں سے لگا کر عاجزی کے ساتھ تحفہ بھی پیش کیا جاتا ہے، جبکہ ہمارے پاس بھولے سے ہی ایک آدھ آتا ہے اور اس میں بھی وہ جوش و خروش نظر نہیں آتا کہ جو مقبول و معروف شخص سے ملاقات کرتے ہوئے نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے، پس ان تمام باتوں کے باعث انہیں اپنے کم تر ہونے کا شدت کے ساتھ احساس ہوتا ہے اور پھر یہی احساسِ کمتری حسد و کینہ کی طرف لے جاتا ہے۔

☆ بعض حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن و جمال کی دولت سے مالا مال فرمایا ہوتا ہے وہ اپنی گوری رنگت، لمبے چوڑے بدن، خوبصورت گھنے بالوں، جاذبِ نظر نقوش اور مناسب قد کاٹھ کے باعث دیکھنے والوں کو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں، وہ جس بھی قسم یا رنگ کا لباس پہن لیں ان پر خوب کھلتا ہے جس کے سبب دوست احباب اکثر اوقات تعریفی جملے کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس قسم کے افراد کو محافل میں اکثر نمایاں مقام حاصل ہو جاتا ہے دیگر لوگ ان کے گرد رہنا پسند کرتے ہیں اور اس کی دوستی پر فخر کیا جاتا ہے۔ ان ظاہری خوبیوں سے مزین حضرات کے سامنے کالی یا سانولی رنگت، کمزور بدن، چھدرے بالوں والے عام یا غیر جاذبِ نظر نقوش کے حامل اور چھوٹے قد کاٹھ کے مالک افراد بہت زیادہ احساسِ کمتری کا شکار رہتے ہیں، خصوصاً جب اچانک کسی مجلس میں مذکورہ اشخاص میں سے کوئی فرد آجائے اور سب اس کی طرف متوجہ ہو جائیں تو اس وقت یہ احساسِ کمتری مزید بڑھ جاتی ہے۔ پھر قدرتی اعتبار سے نعمتوں کی کمی کے شکار لوگوں کی یہ عادت ہو جاتی ہے کہ وہ اکثر غیر ارادی طور پر دوسروں کے ساتھ اپنا موازنہ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور جب وہ سامنے والے کو خود سے 'ہر یا بعض لحاظ سے' بہتر محسوس کرتے ہیں تو نتیجتاً دائمی طور پر جلن کڑھن میں مبتلاء ہو کر بے سکونی اور سخت تکلیف کے باعث مندرجہ بالا اشخاص سے بغض و حسد کا شکار ہو جاتے ہیں۔

☆ اسی طرح غربت بھی احساسِ کمتری کو پیدا کرنے کے ذریعے بغض وحسد کا شکار کروانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ جب ایک تنگدست شخص دیکھتا ہے کہ اس کا فلاں رشتہ دار تو صاحبِ مال ہوجانے کی وجہ سے پورے خاندان کی توجہ کا مرکز بن رہا ہے جبکہ ہمارے پاس کسی کو متوجہ کرنے کے اسباب مفقود ہیں۔ اسے تو دعوتوں وغیرہ میں شرکت کیلئے خصوصی طور پر زور دیا جاتا ہے، شریک نہ ہونے پر اس کی کمی شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے اور حاضری کی صورت میں ہر زبان پر اسی کا تذکرہ ہوتا ہے، اس کے برعکس ہمیں دعوت ملتی بھی ہے تو رسمی طور پر، اگر نہ جائیں تو کوئی شکوہ نہیں کیا جاتا اور اگر شریک ہو بھی جائیں تو اس کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی اہمیت ہی حاصل نہیں ہوتی۔ پھر جب وہ شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں قیمتی تحفہ پیش کرتا ہے تو میزبان کے چہرے پر احسان مندی اور مرعوبیت کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں جب کہ ہمارے کم قیمت اور اس کے مقابلے میں حقیر تحفے کو بقیہ تحفوں کے ڈھیر پر بے پرواہی کے ساتھ پھینک دیا جاتا ہے، اس کے بیٹے بیٹیوں کے رِشتے کیلئے ہر ایک بے تاب نظر آتا ہے جبکہ ہمارے بچوں کی طرف کسی کی توجہ ہی نہیں جاتی۔ اس کے بچے اعلیٰ اسکولوں، کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ ہمارے بچے معمولی اداروں میں جانے پر مجبور ہیں۔ وہ تو ہر ہفتے اپنی چمکتی دمکتی کار میں اہلِ خانہ کے ساتھ کسی نہ کسی پکنک پوائنٹ پر جاتا ہوا نظر آتا ہے جبکہ ہمیں تو گھر کے مسائل سے ہی فرصت نہیں ملتی، نہ اتنے وسائل ہیں کہ تفریحی مقام پر شاہ خرچیاں کرسکیں، اپنا تو ماہانہ خرچہ ہی بڑی مشکل سے پورا ہوتا ہے۔

پس ان تمام باتوں پر بار بار غور و تفکر کرنے سے اس کا دل شدید احساسِ کمتری کے دریا میں غوطہ زن ہوجاتا ہے پھر بعض اوقات خود اس کے اہلِ خانہ اس امیر رشتہ دار کی مثالیں دے کر اسے ذِلت، حقارت اور دُنیاوی دوڑ میں پیچھے رہ جانے کا طعنوں کی شکل میں احساس دلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام امور احساسِ کمتری اور پھر یہ احساسِ کمتری حسد و کینہ کا سبب بن جاتی ہے۔

نعمت کے زوال کا خوف

یہ تقریباً ہر انسان کی فطرت ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کی طرف سے حاصل شدہ نعمتِ پسندیدہ کا زوال محبوب نہیں رکھتا بلکہ تمنا یہ ہوتی ہے کہ یہ نعمت دائمی طور پر اس کے پاس رہے بلکہ اگر ترقی ممکن ہو تو اِضافہ بھی ہوتا جائے۔ اب ایسی صورت میں اگر اسے محسوس ہو کہ کوئی شخص اس کی موجودہ نعمت کے زوال کا سبب بن سکتا ہے یا بن رہا ہے تو زوالِ نعمت کا خوف اس کے دل میں خطرہ بننے والے شخص کیلئے زبردست بغض وحسد کا سبب بن جاتا ہے۔

﴿مثالیں﴾

☆ بعض اوقات ایک شخص کو اپنی صلاحیتوں اور اپنی خوبیوں کے باعث کسی روحانی وعلمی ومشہور شخصیت کا قرب حاصل ہو جاتا ہے اس قرب کی وجہ سے اسے کئی دوسرے دینی ودنیاوی کئی طرح کے فائدے حاصل ہو رہے ہوتے ہیں یا ان فائدوں کا حصول یقینی طور پر متوقع ہوتا ہے اور یہ شخص اس موجودہ صورتِ حال پر بہت خوش ومطمئن بھی ہوتا ہے کہ اچانک وہ ایک اور شخص کو اپنے سے زیادہ ہم خوبیوں کا مالک دیکھتا ہے، نیز اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ علمی وروحانی ومشہور شخصیت بھی اس دوسرے شخص میں دلچسپی کا مظاہرہ کر رہی ہے، اس وقت اس کے دل میں مقامِ قرب کے زوال کا زبردست خوف پیدا ہو جاتا ہے اور شیطان اسے یہ یقین دلانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ عنقریب اس شخص کی وجہ سے تیری اہمیت نہ صرف کم ہو جائے گی بلکہ ان تمام فوائد سے بھی محروم ہو جائے گی جو قریب رہنے کی وجہ سے تجھے حاصل ہو رہے تھے۔ نتیجتًا قربِ زوال کا صحیح خوف اور شیطان کی طرف سے پیدا کردہ یقین کامل اسے دوسرے شخص کے بارے میں بغض وحسد میں مشغول کروا دیتا ہے۔

☆ یونہی ایک نعت خواں اپنی خوش الحانی کے باعث، ایک قاری اپنی خوبصورت قرأت کی وجہ سے، ایک مبلغ ومقرر اپنے اچھے اندازِ بیان وتقریر اور زبان کی شیرینی وروانی وتاثیر کے ذریعے، ایک مصنف اپنی تحریروں کے سبب، کوئی شخص اپنے اچھے اندازِ ملاقات وخوش اخلاقی کے بدلے، ایک پیر اپنے مریدوں کی کثرت کے باعث یا کوئی آدمی اپنی دولت وثروت کی بناء پر معاشرے میں عزت وشہرت ومقام حاصل کر لیتا ہے۔ لوگوں کا اس سے مرعوب ومتاثر ہونا، اسکی خدمت میں قیمتی تحائف پیش کرنا، فرطِ عقیدت سے اس کے ہاتھوں پیروں کو چومنا، اصرار وغیرہ کر کے اپنے ہاں دعوت پر بلانا اور تعریفوں کے پل باندھنا، اس کیلئے بہت زیادہ باعثِ لذت اور سببِ اطمینان واقع ہوتا ہے اور اسکی شدید خواہش ہوتی ہے کہ یہ عروج وبلندی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے میرا مقدر بن کر رہے اور مجھ سے کبھی بھی جدا نہ ہو، لیکن پھر وہ دیکھتا ہے کہ ایک اور شخص آہستہ آہستہ مقبولیت کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اس کے برابر آ رہا ہے بلکہ قریب ہے کہ اس سے بھی آگے نکل جائے، اس وقت اس کے دل میں اپنے موجودہ مقام اور عظیم الشان عزت وشہرت کے زوال کا اندیشہ قوی پوری قوت کے ساتھ سر اٹھاتا ہے، لاکھوں وسوسے ہمہ وقت اس پر یلغار کرتے رہتے ہیں، مخلوق کے سامنے بظاہر خوش ومطمئن رہنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے لیکن اس کا دل ایک شدید بے چینی واضطراب وپریشانی میں مشغول ہو کر تیز تیز دھڑکنے کا عادی بن جاتا ہے، ایک غم وفکر مسلسل اس کے ذہن وقلب کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔ کھانے پینے سونے جاگنے اور ملاقاتِ دوست احباب سے حاصل ہونے والی لذت مفقود ہو جاتی ہے۔ آخر کار نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اپنے وقار ومرتبے کی حفاظت کی خاطر مذکورہ شخص سے شدید بغض وحسد میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔

☆ بعض مرتبہ ایک شخص کو اسکول، کالج، یونیورسٹی، دفتر، فیکٹری، حکومت یا کسی تنظیم میں اعلیٰ عہدے پر فائز کردیا جاتا ہے۔ اس عہدے کی وجہ سے اسے عزت وشہرت حاصل ہوتی ہے، ایسے مقامات پر جانا آسان ہو جاتا ہے کہ جہاں عام آدمی کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ بسا اوقات اس کے سبب ایسی بڑی شخصیات کے قریب رہنا میسر آتا ہے کہ جن کے قرب کیلئے ہزاروں دل بے چین و بے قرار نظر آتے ہیں، ماتحتوں پر حکم چلانے کا موقع ملتا ہے، بے شمار لوگ اشاروں پر چلتے نظر آتے ہیں، یہ تمام اس کے نفس کیلئے لذت وفرحت کا کثیر سامان فراہم کرنے کا سبب بن جاتے ہیں، جامِ حکومت اس کو ایسے نشے میں مبتلاء کردیتا ہے کہ جس کی لذت کے باعث پسند نہیں کرتا کہ ہوش میں آئے بلکہ روز بروز اس میں اضافہ وزیادتی ہی منظورِ نظر رہتی ہے۔ پھر اچانک اس کے ماتحتین میں سے یا کوئی اجنبی شخص اس سے زیادہ باصلاحیت اور اس عہدے کیلئے بہتر مستحق کے طور پر اُبھر کر سامنے آتا ہے، لوگ اس کی خوبیوں کا اعتراف کرنے لگتے ہیں اور اس عہدے کیلئے اس کے انتخاب کے بارے میں سرگوشیاں ہونے لگتی ہیں، صاحبِ عہدہ کیلئے یہ صورتِ حال بے حد تشویش کا باعث بن جاتی ہے، خصوصاً اس کے اردگرد رہنے والے خوشامدی قسم کے حضرات اپنے نفع کی خاطر بظاہر ہمدرد بن کر آنے والے خطرات سے وحشتناک طریقے سے ڈراتے ہیں، جس کی بناء پر اسے یقین ہونے لگتا ہے کہ عنقریب تیزی سے اُبھرنے والا یہ شخص اس کے عہدے اور اس سے حاصل ہونے والے بڑے بڑے انعامات کے زوال کا سبب بن جائے گا۔ پس یہی خوف وخدشہ اسے مذکورہ شخص سے حسد وکینہ میں مبتلاء کروادیتا ہے۔

☆ یونہی ایک شخص اپنے کاروبارودکان وغیرہ سے ہر ماہ کثیر منافع حاصل کررہا ہوتا ہے۔گاہکوں کا رَش، اس کے مال کی ڈیمانڈ، کثیر حاصل ہونے والا سرمایہ، تیزی سے بڑھتا ہوا بینک بیلنس، اس ملنے والے نفع سے اس کے گھر والوں کا عیش وآرام سے زندگی بسر کرنا اور اس کے باعث خاندان و دیگر احباب میں عزت وشہرت کا حصول اس کو بہت بھلا محسوس ہوتا ہے۔ مسلسل کاروباری کامیابیاں اسے ناکامی کی یاد سے بالکل غافل کردیتی ہیں یہاں تک کہ ناکامی کا لفظ اس کی ذہنی ڈکشنری سے یکسر غائب ہوجاتا ہے لیکن اچانک اس پرسکون زندگی میں دوسرا کاروباری ہلچل مچادیتا ہے،اس دوسرے شخص کا کاروبار و دکان چند تبدیلیوں کے بعد اسے انہی بلندیوں اور انعامات کی جانب سے تیزی سے لے جاتے ہوئے نظر آتے ہیں جن کے ذریعے پہلے کاروباری نمایاں مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ یہ پہلا کاروباری جب دوسرے کی دکان پر گاہکوں کا بڑھتا ہوا رش، اس کی مال کی مارکیٹ میں تیزی سے ترقی پاتی ہوئی مانگ اور اس کے مقابلے میں اپنے گاہکوں اور مال کی طلب میں واضح طور پر کمی دیکھتا ہے تو بے شمار خدشوں کے باعث اس کی راتوں کی نیند حرام ہوجاتی ہیں۔ شیطان اسے مسلسل خوف دِلاتا ہے کہ عنقریب خاندان و مارکیٹ وغیرہ میں تیری عزت وشہرت خاک میں مل جائے گی، تیرا بینک بیلنس تباہ ہوجائے گا، تجھے دیوالیہ ہوکر اپنے وسیع کاروبار کو موقوف کرنا پڑے گا۔نتیجتاً تیری اور تیرے اہل خانہ کی زندگی کا عیش وآرام بہت جلد سخت آزمائش وتکلیف میں تبدیلی ہوجائے گا۔ چنانچہ ایسی صورتِ حال میں اسے دوسرے کاروباری سے سخت نفرت ہوجاتی ہے اور یہ اسے اپنی عزت وشہرت آرام وآسائش کا سب سے بڑا دشمن تصوُّر کرنا شروع کردیتا ہے اور آخرِکار اس سے شدید بُغض وحسد میں مبتلاء ہوجاتا ہے۔

یہاں تک کے بیان پر غور وتفکر کرنے والا ہر قاری اس بات سے یقیناً اتفاق کرے گا کہ اس مرضِ عظیم کی دل میں موجودگی کسی بھی طرح انسان کیلئے نفع بخش نہیں۔ چنانچہ اس گناہ کے ضرر سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنا ہی سعادت مندی ہے۔اس دُرست رائے کے بعد اگلا قدم 'اس گناہ کی اپنی ذات میں موجودگی وعدم موجودگی پر مطلع ہونا' ہونا چاہئے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حسد کی علامات کو جان کر انہیں اپنی ذات میں دیانت دارانہ طور پر تلاش کیا جائے۔ چنانچہ اب حسد کی علامات بیان کی جائیں گی۔

حسد و کینہ کی علامات

حسد کے باعث حاسد کی ذات میں درج ذیل علامات کا بخوبی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

محسود سے سلام و مصافحہ ترک کر دینا

چونکہ حاسد کو محسود سے کئی وجوہات کی بناء پر شدید نفرت ہوجاتی ہے لہٰذا اس کا دل ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ یہ اسے سلام کرے یا ہاتھ ملائے یا عید وغیرہ کے موقع پر گلے ملے۔ چنانچہ حتی الامکان اس کا سامنا کرنے سے گریز کرتا ہے تاکہ نہ سامنا ہو اور نہ ان تکلیف دہ امور میں مبتلاء ہونا پڑے اور کبھی اتفاقاً سامنا ہو بھی جائے تو کوشش کرتا ہے کہ نظریں بچا کر نکل جائے اور اگر نکلنے کا موقع نہ ملے مثلاً اس طرح کہ بعض اوقات کچھ مصلحتوں کی بنا پر یہ نہیں چاہتا کہ میرے قلبی جذبات محسود پر ظاہر ہو جائیں یا میرے کسی فعل سے ان کا اندازہ لگایا جائے۔ چنانچہ کبھی سامنے ہونے پر دل پر جبر کر کے مصافحہ کر ہی لیتا ہے یا پھر یوں کہ کچھ لوگ ان دونوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اب یہ سوچتا ہے کہ اکیلا ہوتا تو کبھی مصافحہ نہ کرتا لیکن اب اگر ان لوگوں کے سامنے دعا سلام نہ کی تو ہوسکتا ہے کہ انہیں میری باطنی نفرت کا اندازہ ہو جائے اور پھر اس کے نتیجے کے طور پر عین ممکن ہے کہ میں حاسد کے لقب سے مشہور ہو جاؤں۔ چنانچہ ان باتوں کے پیشِ نظر چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر بظاہر گرم جوشی سے مصافحہ کر تو لیتا ہے لیکن ہاتھ ملانے اور دریافتِ حال کے دوران اس کے دل پر ایک بوجھ اور کراہت کی سی کیفیت طاری رہتی ہے۔

بد دعا دینا

حاسد کو محسود کی جن نعمتوں کے باعث آتشِ حسد میں جلنا نصیب ہوا ان کا زوال اس کی سب سے بڑی خواہش بن جاتی ہے۔ چنانچہ اس آرزو کی تکمیل کیلئے ایک طریقہ یہ بھی اختیار کرتا ہے کہ اپنی دعاؤں میں انعاماتِ محسود کی تباہی و بربادی کیلئے بددعائیں بھی شامل کرلیتا ہے اور شاید اپنے لئے اتنے خلوص سے زندگی بھر میں کبھی دعا نہ کی ہوگی کہ جتنی بھرپور توجہ اور حاضریٔ قلب کے ساتھ اس کیلئے بددعا کرتا ہے۔

غیبت و چغلی و الزام تراشی کرنا

چونکہ حاسد نہیں چاہتا کہ کسی کے دل میں محسود کی تھوڑی سی بھی محبت باقی رہے چنانچہ لوگوں کو اس سے بدظن کرنے اور قلوب میں اس کی نفرت و کراہیت پیدا کرنے کیلئے غیبت و چغلی و الزام تراشی وغیرہ کا مکروہ سہارا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ محسود کی ذات میں موجودہ کمزوریاں کہ جن پر مطلع ہونے کی بناء پر کسی کا بدگمان ہونا ممکن ہو کبھی تو بالکل واضح طور پر بیان کردیتا ہے (جبکہ ساتھ میں ہمراز دوست ہوں) اور کبھی اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ گویا اس عیب کی موجودگی کے باعث محسود کے اُخروی نقصان پر ہمدردی کا اظہار کر رہا ہے۔ حالانکہ حقیقتاً اس طرح ایک تیر سے دو شکار کرنا مقصود ہوتا ہے یعنی ایک تو محسود کی مذمت اور دوسرا گناہِ کبیرہ کرنے کے باوجود مذمت سے بچنے کیلئے خود کو گناہ سے محفوظ ثابت کرنا۔

اسی طرح اگر محسود نے کبھی کسی کے خلافِ مزاج کوئی بات کہی تھی اور حاسد اس پر واقف ہے تو ایسی تدابیر اختیار کرتا ہے کہ جن کے ذریعے یہ بات بمع الزام تراشی و مرچ مصالحے کے محسود کے مخالف تک پہنچ جائے تا کہ جب اس کی طرف سے انتقامی کاروائی کے نتیجے میں محسود سخت پریشانی یا کسی قسم کے جانی و مالی نقصان کا شکار ہو تو اسے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کا موقع ملے۔ اور جب حاسد ان ظالمانہ کاروائیوں کے نتیجے میں کسی کو محسود سے بدظن ہوتے یا جانی و مالی نقصان پہنچاتے دیکھتا ہے تو اسے اپنی اس وقتی کامیابی پر بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے اور (معاذ اللہ) اس صورتِ حال کو تائیدِ غیبی اور دل ہی دل میں اپنی ذات کے بارگاہِ الٰہی عزّوجل میں مقرب و معروف ہونے پر واضح دلیل قرار دیتا ہے۔ پھر بعض اوقات اس کارنامے کی خوشخبری سنانے کیلئے کسی قریبی دوست کی تلاش میں بے قرار نظر آتا ہے تا کہ اسے بھی شریک خوشی کر کے مزید لذت و سکون حاصل کر سکے۔

محسود کی خوشی پر غم اور غم پر خوشی محسوس کرنا

حاسد حسد کے باعث جن قابل مذمت عادات میں گرفتار ہو جاتا ہے، ان میں سے ایک اپنے محسود مسلمان بھائی کی خوشیوں پر غم اور غموں پر خوشی محسوس کرنا بھی ہے محسود پر اللہ تعالیٰ کی عنایات و کرامات دیکھ کر جلنا کڑھنا اس کا روزانہ کا معمول بن جاتا ہے، اس کے ہنستے مسکراتے چہرے اور خوش و خرم زندگی کو دیکھ کر دل میں شدید نفرت محسوس کرتا ہے لیکن اپنے فطرتی تقاضے کے تحت مجبور ہو کر اسے بار بار دیکھے بغیر رہ بھی نہیں سکتا چنانچہ جب بھی محسود پر نظر ڈالتا ہے تو ہر نگاہ اس کیلئے ایک نیا درد و کرب ساتھ لے کر آتی ہے اس کے برعکس جب محسود کسی ذہنی ٹینشن میں مبتلاء ہو جائے یا اس کے کسی بڑے مالی نقصان کی خبر پہنچے یا اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا کہ جس سے عزت کے زوال اور بدنامی کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا یا وہ کسی بڑی بیماری میں گرفتار ہو جائے اور ان اُمور کے باعث اس پر شدید رنج و غم کے آثار نمایاں ہوں تو اس وقت حاسد اپنے دل میں بیحد کیف و سرور و لذت محسوس کرتا ہے اور اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل پر پھولے نہیں سماتا پھر بعض اوقات کچھ مصلحتوں کے پیش نظر منافقانہ طرز اختیار کر کے ان آفات پر محسود سے اظہارِ ہمدردی بھی کرتا ہے لیکن چونکہ حقیقتاً اس جعلی ہمدردی اور مصنوعی الفاظ کے ذریعے غم میں شریک ہونے کا صرف یقین دلانا ہی مقصود ہوتا ہے چنانچہ اس معاملے میں اس کا دل بالکل ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں ہوتا اور اگر کبھی حقیقی طور پر غم محسوس ہوتا بھی ہے تو یہ صرف ایک وقتی کیفیت ہوتی ہے جو تھوڑی ہی دیر کے بعد ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتی ہے۔

نگاہِ حقارت سے دیکھنا اور مذاق اڑانا

حاسد محسود کے پاس اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کو موجود دیکھنے اور خود کو ان سے محروم پانے کے باوجود کسی طور پر بھی اپنی ذات پر اس کی برتری کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا بلکہ دل ہی دل میں اکثر اوقات اس کا اور اپنا موازنہ کرتے ہوئے مختلف دلائل و براہین سے خود کو اس پر فوقیت دے کر احساسِ کمتری و محرومی کو کم کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے زعم فاسد میں جب کوئی اپنی ہی فوقیت ثابت کرنے پر مشتمل دلیل مضبوط محسوس ہو تو اس کے ذریعے وقتی طور پر ہی سہی لیکن بہت لذت و سکون حاصل ہوتا ہے اور جب کبھی دوست احباب میں سے کوئی اسے کمالات و فضائل کے اعتبار سے فوقیت دے دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں نفس کی جانب سے فوراً آواز آتی ہے کہ دیکھا میں تو پہلے ہی تجھے یقین دِلا رہا تھا کہ تُو اس سے کئی لحاظ سے افضل و بہتر ہے تو اس سے بھی طبیعت کافی کیف و سرور حاصل کرتی ہے اور وہ فوقیت دینے والا بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔

پھر خود نگاہِ حقارت سے دیکھنے کے ساتھ ساتھ چاہتا ہے کہ محسود دوسروں کی نگاہوں سے بھی حقیر و ذلیل ہو جائے چنانچہ اس خواہش فاسد کی تکمیل کیلئے مختلف طریقوں سے اس کا مذاق اُڑاتا ہے۔ کبھی اس کی شکل و صورت و لباس کا، کبھی تحریر کا، کبھی اس کے بیان و تقریر و قرأت و نعت کے انداز کا، کبھی طرزِ گفتگو کا اور کبھی چال ڈھال اور عبادت و اعمال کا، نیز جب دوسروں کو بھی اس فعل بد میں اپنا شریک پاتا ہے تو کامیابی کے یقین کے باعث خود میں اس کے خلاف جذبۂ انتقام میں بے حد اضافہ اور طبیعت میں عجیب جوش و خروش محسوس کرتا ہے اور ان شریک ساتھیوں کی رائے کو دُرست و حتمی رائے قرار دیتے ہوئے ایسے لوگوں پر سخت غم و غصہ کا انداز کرتا ہے کہ جو محسود سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں یا کسی بھی لحاظ سے مرعوب متاثر نظر آتے ہیں اور کبھی کبھی انہیں جاہل و بے وقوف و ناسمجھ کے القابات سے نوازنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

محسود کو فائدہ پہنچانے سے باز رہنا

چونکہ حاسد محسود کی پریشانی ومصیبت پر راحت وخوشی محسوس کرتا ہے چنانچہ اس کی اوّلین خواہش ہوتی ہے کہ محسود تا حیات مختلف قسم کی پے در پے وارد ہونے والی پریشان کن کیفیات سے دوچار رہے حتیٰ کہ اس کی جان و مال وعزت وآبرو و ذہنی سکون وغیرہ سب کچھ تباہ وبرباد ہوجائے۔اس ناپاک جذبے کی تکمیل کیلئے ایک ذریعہ یہ بھی اختیار کرتا ہے کہ اگر کبھی محسود کو کسی بھی معاملے میں اس کی مدد کی ضرورت پڑ جائے تو باوجودِ قدرت اس کی مدد سے کبھی تو بالکل صاف اور کبھی حیلوں بہانوں کے ذریعے اِنکار کردیتا ہے بلکہ حتی الامکان کوشش کرتا ہے کہ خاندان کا کوئی دیگر فرد یا دوست احباب میں سے کوئی بھی شخص اس کی کسی بھی قسم کی مدد نہ کرے چنانچہ اگر کوئی محسود کی مدد کرنے کے سلسلے میں اس سے مشورہ طلب کرتا ہے تو اسے اس قسم کے جوابات دیتا ہے کہ جس کے باعث طالبِ مشورہ کے ذہن میں مدد کرنے کے نتیجے میں کسی بڑے نقصان وخطرے میں مبتلاء ہوجانے کا خوف پیدا ہوجائے اور پھر یہ خوف اسے مدد سے روک دے۔مثال کے طور پر محسود کو کاروبار یا مکان کی خرید وفروخت یا بچوں کی شادی بیاہ میں یا بیماری کے علاج وغیرہ کیلئے پیسوں کی ضرورت پڑی' اس نے کسی سے حاجت کا اظہار کیا۔اب اگر یہ شخص اس معاملے میں حاسد سے مشورہ مانگے گا تو کچھ اس قسم کا مشورہ ملے گا کہ بھئی دیکھ لیجئے ! میں آپ کو مدد سے تو نہیں روکوں گا ہاں اتنا ضرور ہے کہ پیسوں کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے آج کل لوگ لے تو لیتے ہیں لیکن پھر لوٹانے کو دل نہیں چاہتا بعض اوقات تو ساری زندگی رونا پڑتا ہے۔ نتیجتًا جب امداد کیلئے تیار کوئی شخص خوفزدہ ہوکر مدد سے ہاتھ اُٹھالیتا ہے تو حاسد اسے اپنی بہت عظیم کامیابی تصور کرکے خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔

موقع ملنے پر نقصان پہنچانا اور دوسروں کو اُبھارنا

حاسد محسود کی ترقی ونعمت کو دیکھ دیکھ کر رات دن جلتا کڑھتا رہتا ہے۔اس جلن کڑھن کے باعث پیدا ہونے والی ناقابل برداشت تکلیف اس کے دل میں محسود کی نفرت کو شدید سے شدید تر کرتی چلی جاتی ہے، ساتھ ساتھ نفس وشیطان اسے یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ تیرے ذہنی وقلبی سکون کی تباہی کی واحد ذِمہ داری اسی محسود کی ذات ہے، نہ یہ ہوتا نہ تجھے ان آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا۔نتیجتًا یہ قلبی تکلیف اور نفس وشیطان کا محسود کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانا، حاسد کے دل میں محسود کے خلاف جذبۂ انتقام کو اُبھارتا ہے اور پھر وہ ایسے مواقع تلاش کرنا شروع کردیتا ہے کہ جن سے فائدہ اُٹھا کر محسود کو کسی بڑے نقصان میں گرفتار کرواکر اپنی تکلیف واذیتِ مسلسل کا کچھ نہ کچھ بدلہ لے سکے۔لہٰذا جونہی اسے کوئی ایسا موقع میسر آتا ہے کہ جس کے باعث محسود کسی دینی یا دنیاوی نقصان کا شکار ہوسکتا ہو تو یہ عملی قدم اٹھانے میں لمحہ بھر کی بھی دیر نہیں کرتا بلکہ اگر کسی دوسرے کو ورغلا کر محسود کو نقصان وخسارے میں مبتلاء کرواسکتا ہو تو اس طریقے کو بھی ہرگز نظر انداز نہ کرے گا۔اس کی سینکڑوں مثالیں خاندان واسکول وکالج ویونیورسٹی ودار العلوم اور خاص طور پر سیاسی پلیٹ فارم پر رسہ کشی میں مصروف حضرات میں دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے۔

محسود کی تعریف کرنے اور سننے سے بچنا

کسی کی تعریف اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ تعریف کرنے والا تعریف کئے جانے والے سے قلبی لحاظ سے متاثر ہے نیز جب کسی کی تعریف کچھ لوگوں کی موجودگی میں کی جائے تو اکثر سننے والے بھی غائبانہ طور پر اس سے مرعوب و متاثر اور ملاقات وزیارت کے مشتاق ہوجاتے ہیں۔اب چونکہ حاسد محسود سے سخت قلبی نفرت رکھتا ہے۔نیز اس کے فضائل وکمالات سے متاثر ہونے کیلئے بالکل تیار نہیں ہوتا۔چنانچہ یہی قلبی نفرت اس کی زبان کو محسود کے کمالات کا اقرار کرنے سے روک دیتی ہے بلکہ جب کوئی اس کے سامنے محسود کی تعریف کرتا ہے تو اسکی خواہش کے برعکس سامنے والے کا محسود سے متاثر ہونا اس کے اشتعال کو مزید بڑھا دیتا ہے اور وہ فوراً بات کا رُخ کسی اور جانب پھیرنے کی کوشش کرتا ہے۔اگر اس پر قادر نہ ہو تو کسی حیلے بہانے سے اُٹھ کر چلا جاتا ہے لیکن اٹھ کر چلے جانے کی صورت میں بھی محسود کیلئے ادا کئے گئے تعریفی جملے اس کے ذہن میں گردش کرکے جلن کڑھن میں مزید اِضافے کا سبب بنتے رہتے ہیں اور اگر بے تکلف دوست وراز دار بیٹھے ہوں اور اس کی محسود کی دشمنی ونفرت پر آگاہ بھی ہوں تو اب بالکل صاف الفاظ میں سامنے والوں کو خاموش کروا کر اظہارِ نفرت میں بالکل عار محسوس نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے اُمید قوی ہے کہ اسباب وعلاماتِ حسد کا بغور مطالعہ فرمانے کی برکت سے اپنے باطن میں اس گندگی کی موجودگی اور عدم موجودگی کا اندازہ بلکہ یقین کامل حاصل کرلینا سمجھ دار و سعادت مند مسلمان بھائیوں کیلئے بھی دُشوار نہ رہے گا۔

مزید یقین وشعور کے حصول کیلئے درج ذیل سوالات کے جوابات تلاش کرلینا بے حد مفید رہے گا۔

محاسبہ

۱......آپ کے رشتہ داروں، محلے داروں، دوست احباب اور دیگر قریب رہنے والے حضرات میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جس سے اس کی عزت وشہرت یا کمالات وفضائل کی وجہ سے ہاتھ ملانے اور اس کی طرف مسکرا کر دیکھنے کو بالکل دل نہیں کرتا بلکہ اسے دیکھتے ہی دل میں نفرت وکراہیت کے جذبات نمایاں ہوجاتے ہیں اور اگر ملنا بھی پڑے تو اوپری دل کے ساتھ ملتے ہیں؟

۲......ان مذکورہ اشخاص میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جسکی کسی نعمت کے زوال کیلئے آپ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں بددعائیں کرتے ہوں؟

۳......ان مذکورہ لوگوں میں سے کوئی ایسا تو نہیں کہ جس کی عزت وشہرت کے زوال کیلئے آپ اس کے رازوں اور عیبوں کی تلاش وجستجو میں مصروف رہتے ہوں اور میسر آجانے پر لوگوں میں عام کرنے میں ذرّہ برابر سستی سے کام نہ لیتے ہوں؟ نیز اس کی غیبت چغلی کرنے اور سننے سے بے حد سکون حاصل ہوتا ہو؟

۴......ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں کہ جب اسے کوئی دینی یا دنیوی نقصان پہنچتا ہے تو آپ کا دل بے حد مطمئن وخوش ہوجاتا ہے اور جب اسے کوئی دینی دنیوی راحت ملتی ہے تو رنجیدہ وملول؟ بلکہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر نفرتِ قلبی میں شدت پیدا ہوجاتی ہو۔

۵......آپ ان میں سے کسی کو نگاہِ حقارت سے دیکھتے ہوئے اس کی صلاحیتوں کا مختلف انداز میں مذاق تو نہیں اُڑاتے؟

۶......کیا ان میں سے کسی کو آپ کی مدد کی ضرورت ہو تو باوجودِ قدرت انکار تو نہیں کردیتے؟ نیز یہ خواہش تو نہیں ہوتی کہ دوسرے بھی اس کی مدد نہ کریں بلکہ دیگر حضرات کو امداد سے روکنے کیلئے عملی کوشش تو شروع نہیں کردیتے؟

۷......موقع ملنے پر ان میں سے کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش تو نہیں کرتے؟

۸......کیا ان حضرات کی تعریف آپ کی زبان پر بلا تکلف جاری ہوجاتی ہے؟ ان کی تعریف سن کر فوراً بات کا رُخ بدلنے کی کوشش تو نہیں کرتے؟ ان کی تعریف سن کر دل تنگی تو محسوس نہیں کرتا؟ دوسروں کو ان کی تعریف سے روک تو نہیں دیتے؟ لوگوں کے سامنے ان کے کمالات کو بیان کرنے سے جان بوجھ کر رُک تو نہیں جاتے؟

مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیو اور بہنو!

جس طرح جسمانی مرض چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، نیا ہو پرانا، بہرحال تکلیف ونقصان کا باعث ہوتا ہے اور ہر مریض کی اوّلین خواہش ہوتی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو اس سے دائمی نجات حاصل کرلے۔ بعینہٖ اسی طرح باطنی امراض کی موجودگی پر مطلع ہونے والے روحانی بیمار کو چاہئے کہ اسے ختم یا ہمیشہ کیلئے دُور کرنے کی خاطر فوراً سے پیشتر عملی اقدامات شروع کردے۔ اگر ماقبل میں ذکر کردہ اسباب وعلامات ومحاسبے پر غور وتفکر کے نتیجے میں کسی کو محسوس ہو کہ وہ بدبختی کی بناء پر حسد جیسی قبیح بیماری میں مبتلاء ہو چکا ہے تو اسے چاہئے کہ علاج میں بالکل دیر نہ کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ سستی وغفلت ودیر ولاپرواہی اس کے ایمان کی بربادی کا سبب بن جائے۔

چنانچہ اب اللہ تعالٰی کی توفیق سے ذیل میں حسد وکینہ کا علاج بیان کیا جاتا ہے۔ مبتلائے حسد کو چاہئے کہ اسے بھی دقتِ نظر کے ساتھ ملاحظہ فرمائے اور عمل کی سعادت حاصل کرکے دُنیوی واُخروی ذِلت ورُسوائی سے بچنے کی کوشش کرے۔

حسد وکینہ کا علاج

اس سلسلے میں درج ذیل اُمور کا اختیار کرنا حسد میں مبتلاء ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد وعورت پر واجب وضروری ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بکثرت رورو کر نجات کیلئے دعائیں مانگے۔

☆ حسد کی مذکورہ تباہ کاریوں کو اکثر وبیشتر ذہن میں حاضر کرتا رہے تا کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، ایمان و نیک اعمال کی بربادی، ایمان کے بگاڑ، جہنم میں دخول اور توفیق الٰہی سے محرومی کا خوفِ حقیقی پیدا ہو جائے کیونکہ جب تک کسی بڑے نقصان کے حصول کا صحیح خوف واندیشہ دل میں موجود نہ ہو تو گناہ سے بچنا ممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔

☆ جب کسی کو اپنے مرنے کا یقینِ کامل حاصل ہو جائے تو فطرتاً اس کا دل دنیا کی نعمتوں سے بے رغبت واُچاٹ اور آخرت کی جانب مائل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کو پیشِ نظر رکھ کر حاسد کو چاہئے کہ کثرت کے ساتھ اپنی موت کو یاد کرتا رہے، اِن شاءَ اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں اس کی قلبی توجہ محسود کی نعمتوں سے ہٹ کر اُخروی اُمور کی بہتری کی جانب مائل ہو جائے گی۔

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ **حضرت ابوالدرداء** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرے تو اس کے حسد اور خوشی میں کمی واقع ہو جائے گی۔ (مسند امام احمد)

☆ حاسد کے حسد میں مبتلاء ہونے کی بڑی وجہ محسود کے پاس موجود نعمتوں کے باعث احساسِ کمتری کا شکار ہونا ہے۔ یہ احساسِ کمتری اس وجہ سے پیدا ہوا کہ حاسد نے ایسے لوگوں پر نگاہ رکھی کہ جنہیں اللہ عزّ وجل نے اپنے فضل وکرم سے اس کے مقابلے میں زائد نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر حاسد درج ذیل حدیثِ پاک میں بیان کردہ اصول پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرتا تو اس صورتِ حال کا کبھی بھی سامنا نہ کرنا پڑتا۔

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، اپنے سے نیچے درجے کے لوگوں کی جانب دیکھا کرو (اس کے برعکس) اوپر کے درجے کے لوگوں کو مت دیکھو اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو حقیر نہ جانو گے۔ (ابن ماجہ)

لہٰذا حاسد کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کا بکثرت مشاہدہ کرے کہ جنہیں اللہ عزّ وجل نے اپنے عدل وانصاف سے بے شمار نعمتوں اور صلاحیتوں سے محروم فرمایا ہے۔ نیز اپنے سے زیادہ نعمتیں رکھنے والوں کی طرف سے توجہ ہٹانے کی بھرپور کوشش کرے، اِن شاءَ اللہ عزّ وجل اس مشاہدۂ مسلسل کی برکت سے کچھ ہی دِنوں میں نمایاں فرق بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

☆ حاسد حسد کے باعث اپنے دل میں محسود کی شدید نفرت موجود پاتا ہے اور یہ نفرت کے اس جذبۂ انتقام کو مزید بھڑکاتی رہتی ہے اگرچہ حسد سے چھٹکارا مقصود ہو تو ایسے اعمال کا اختیار کرنا بے حد ضروری ہے کہ جن کے باعث یہ نفرت محبت میں تبدیل ہو جائے اور محسود قابل نفرت کے بجائے محبوب محسوس ہونے لگے، جب یہ کیفیات حاصل ہوں گی تو حسد سے نجات بھی ممکن ہو جائے گی کیونکہ کوئی بھی اپنے محبوب سے نعمتوں کا زوال پسند نہیں کرتا۔ اس کیلئے درج ذیل اعمال کو اختیار کرنا بے حد مفید ثابت ہوگا۔

(۱) محسود کو سلام میں پہلے کرے نیز چاہے دل کتنا ہی انکار کرے، نفس وشیطان کیسا ہی زور لگائیں، خود آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرے اور محل فتنہ نہ ہو تو گلے بھی لگائے مزید یہ کہ اسے تحفے اور غائبانہ سلام بھجواتا رہے۔

حضرت عطا خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرو اس سے کینہ جاتا رہتا ہے اور ایک دوسرے کو تحفہ بھیجو آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی جاتی رہے گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۲) محسود کی جس نعمت کے باعث حسد پیدا ہو، اگر شرعی طور پر ممنوع نہ ہو تو اس کی ترقی کیلئے بکثرت دعا کرے۔ مثلاً اس کے حسن و جمال سے حسد ہے تو دعا کرے کہ یاربّ کریم! فلاں کے حسن و جمال میں برکت و اضافہ عطا فرما۔ اگر اس کی عزت و شہرت سے حسد ہے تو دعا کرے کہ یاربّ کریم! فلاں کو مزید عزت وشہرت عطا فرما، مخلوق کے قلب میں اس کی محبت میں اضافہ فرما اور اس کی عزت کو ہر آفت ونقص سے محفوظ فرمادے۔ وعلیٰ ہذا القیاس...... اسی طرح اس کی نعمتوں کی ترقی کیلئے دعا گو رہنے کی کوشش کرے۔

(۳) اپنی زبان کو اس کے عیوب ونقائص کے بیان کرنے سے سختی کیساتھ روکے بلکہ اگر کوئی تیسرا آدمی محسود کی برائی اسکے سامنے بیان کرنے کی کوشش کرے تو ہرگز نہ سنے اور وہاں سے اُٹھ جائے اور اگر اُٹھنا ممکن نہ ہو تو محسود کی جانب سے دفاع کرے۔

(٤) اگر محسود کو کوئی غم لاحق ہو تو ضرور ضرور تعزیت کرے، بیمار ہو تو عیادت کرے، اس کے برعکس اگر اسے کوئی خوشی حاصل ہو تو صدقِ دل سے مبارک باد پیش کرے اور حتی الامکان مختلف طریقوں سے اس کی خوشی میں شریک ہونے کی کوشش کرے۔

(۵) اگر محسود کو اس کی مدد کی ضرورت ہو تو ممکن ہونے پر ضرور مدد کرے اگر خود نہیں کرسکتا تو کسی دوسرے کے ذریعے اس کی حاجت کو پورا کروائے۔ نیز محسود کے بغیر طلب کئے دِینی یا دُنیوی لحاظ سے جتنا فائدہ پہنچا سکتا ہے پہنچائے۔

(٦) جو اوصاف وکمالات محسود کی ذات میں موجود ہوں اپنے دوستوں یا رشتہ داروں کے سامنے اس کا اعتراف کرے۔ نیز بکثرت اس کی جائز تعریف کرے اور اگر کوئی اس کے سامنے محسود کی تعریف کردے تو خوش دلی سے سنے اور صحیح بیان کردہ تعریف وفضائل کا اِقرار کرے۔

آخری معروضات

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ (یعنی) ہر ذی نعمت حسد کیا جاتا ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین)

اس حدیثِ پاک کے پیش نظر ہر اس شخص کے حاسدین کی کچھ نہ کچھ تعداد ضرور ہوگی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت و عزت و شہرت و دیگر کمالات و فضائل سے مالا مال فرمایا ہے اور وہ لوگ اس کے بارے میں انہی کیفیات کا شکار ہوں گے جن کا ذکر ماقبل میں بالتفصیل گزر گیا۔ بحیثیتِ مسلمان اس محسود کو چاہئے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ اپناتے ہوئے ان لوگوں سے نفرت نہ کرے اور نہ ہی کسی قسم کی انتقامی کاروائی کا ارادہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر ایسے طریقے اختیار کرے کہ جن کی بناء پر اس کے یہ مسلمان بھائی اس آفت سے جلد از جلد چھٹکارا پا جائیں۔ چنانچہ اگر ذی نعمت اپنے خاندان و محلہ و آفس و اسکول و کالج و یونیورسٹی و دار العلوم وغیرہ میں کسی کے بارے میں محسوس کرے یا کوئی اس کے بارے میں اطلاع دے کہ وہ تجھ سے مبتلائے حسد ہو چکا ہے تو اسے چاہئے کہ درج ذیل اعمال اختیار کرنے میں بالکل دیر نہ کرے۔

☆ اسے سلام میں پہلے کرے نیز وقتاً فوقتاً کسی کے ذریعے بھی سلام بھجواتا رہے۔

☆ حاسد چاہے کتنا ہی بچنے کی کوشش کرے یہ خود بڑھ کر مصافحہ کرے اگر عید وغیرہ کا موقع ہو تو بھی گلے وغیرہ ملنے میں پہل کرنے کی کوشش کرے۔

☆ کبھی کبھار مع السلام تحفہ بھیجتا رہے۔

☆ اس مرض ناہنجار سے نجات کی خاطر اس کیلئے پر خلوص دعائیں کرتا رہے۔

☆ جو فضائل و کمالات حاسد کی ذات میں موجود پائے ان کیلئے دیگر رِشتہ داروں یا دوست احباب کے سامنے تعریفی جملے بیان کرتا رہے تا کہ جب اس کی اطلاع حاسد کو پہنچے تو اس کی محبت میں اضافہ اور جذبۂ حسد میں کمی واقع ہو۔

☆ اگر کوئی اسے حاسد کی طرف سے کسی زیادتی کی خبر سنائے تو اس کے جواب میں بدلے کی سوچ بالکل فناء کر دے بلکہ حتی الامکان اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی ہی کوشش کرے۔ خاص طور پر مطلع کرنے والے شخص کے سامنے حاسد کیلئے خوب دعائیں کرے نیز اسی کے ہاتھ کوئی تحفہ بھی حاسد کی جانب بھیجے، اِن شاءَ اللہ تعالیٰ اس کی برکات اطلاع لانے والے اور حاسد دونوں پر بخوبی ظاہر ہوں گی۔

☆ کبھی اسے مدد کی ضرورت پڑے تو براہِ راست یا کسی کے ذریعے اس کی حاجت پورے کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔

☆ اس کو کوئی خوشی پہنچے تو مبارک باد ضرور دے اور کوئی غم لاحق ہو تو اس کی تعزیت کو لازم جانے۔

اگر کوئی حاسد اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کرتے ہوئے تمام تر تدابیر اختیار کرنے کے باوجود حسد کو اپنے آپ سے دُور کرنے میں ناکام رہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ بروزِ قیامت اس کا مواخذہ نہ کیا جائے گا کیونکہ اس پر تدابیر کا اختیار کرنا فرض تھا جو اس نے پورا کیا، اب اگر حسد دور نہیں ہوتا تو یہ اس کے بس سے باہر ہونے کی علامت ہے اور جو چیز طاقت وقدرت سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا مکلف نہیں بنایا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے (یعنی) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (ترجمہ کنزالایمان، پ۳، بقرہ:۲۸۶)

اور امام غزالی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر حاسد اپنی طبیعت کے تقاضے کے مطابق محسود کی برائی چاہے لیکن اس برا چاہنے کو اس کی عقل برا سمجھے اور اسے اپنے اوپر غصہ آئے تو وہ اس بات کا کوئی طریقہ و بہانہ تلاش کرے کہ جس کے باعث یہ خواہش دل سے جاتی رہے (لیکن اس کے باوجود یہ خواہش دور نہ ہو) تو حسد کی یہ قسم یقیناً معاف ہے، اس لئے کہ انسان کے اختیار میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ (احیاء العلوم)

لیکن اس مواخذہ سے محفوظ رہنے کی اطلاع دینے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ احتیاطی تدابیر کو ترک کر دیا جائے بلکہ اس صورت میں بھی بطورِ علاج بیان کردہ اُمور پر عمل کرنا فرض رہے گا' چاہے نتیجہ حسبِ توقع آئے یا نہ آئے۔ لہٰذا حاسد ہر ممکن کوشش جاری رکھے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار وامداد طلب کرتا رہے۔

اللہ عزّوجل سے دعا ہے کہ ہر مسلمان بھائی و بہن کو آفتِ حسد سے محفوظ و مامون فرمائے اور اس رسالے کو راقم الحروف دیگر تعاون کرنے والے مسلمان بھائیوں اور ہر پڑھنے والے کیلئے نجات وبلندیٔ درجات کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم